محمد جعفر شاہ ندوی پھلواروی

ایک حدیث

سلام

عبداللہ بن مسعودؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان یوں نقل کرتے ہیں :

السلام اسم من اسماء الله تعالی وضعه فی الارض فافشوه بینکم فان الرجل المسلم اذا مر بقوم فسلم علیهم فردوا علیه کان له علیهم فضل درجة بتذکیره ایاهم السلام فان لم یردوا علیه رد علیه من هو خیر منهم واطیب ۔ (بزار و کبیر)

سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے جسے اس نے زمین پر رکھ دیا ہے۔ لہٰذا اسے آپس میں پھیلاؤ۔ اگر ایک مسلمان کچھ لوگوں کے پاس سے گزرتا ہوا انھیں سلام کرے تو اس کو ایک درجۂ فضیلت ان لوگوں سے زیادہ حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے ان لوگوں کو سلام یاد دلایا۔ اگر وہ لوگ اس کے سلام کا جواب نہ دیں تو اس کا جواب وہ دیتا ہے جو ان سب سے بہتر اور پاکیزہ ہے۔ (یعنی خود اللہ تعالیٰ یا اس کا کوئی مقرب فرشتہ)

حدیث اور اس کے الفاظ بہت واضح ہیں۔ لیکن چند نکتے اس میں بہت قابلِ غور ہیں :

اسمائے الٰہیہ میں سے صرف "سلام" ہی ایسا اسم نہیں جو زمین پر رکھ دیا گیا ہو، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ پوری کائنات ہی اسمائے الٰہیہ کا مظہر ہے۔ "اللہ" کا لفظ تو اسم ذات ہے، باقی تمام اسماء اس کے اسمائے صفات ہیں۔ وہاں ذات اور صفات کچھ اس طرح پیوستہ ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ بجلی اور بجلی کی کرنٹ دونوں کچھ اس طرح باہم متصل ہیں کہ ان دونوں کو جدا کرنا مشکل ہے۔ جو بجلی ہے وہی کرنٹ ہے اور جو کرنٹ ہے وہی بجلی ہے۔ خدا کی ذات و صفات کا بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔ اگرچہ اس کے لئے کوئی مثال پوری طرح چسپاں نہیں ہوتی۔ لیس کمثلہ شیٔ۔ بلکہ اگر اس کی ذات کو الگ کر کے صرف صفات کو ایک دوسرے سے الگ کیا جائے تو یہاں اس کا بھی تصوّر نہیں ہو سکتا۔ پس اس کائنات کو مظہرِ صفاتِ الٰہیہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک چیز ایک الگ صفت کا مظہر ہے بلکہ ہر ہر ذرہ اس کی تمام ملی جلی صفات کا مظہر ہے۔ اگر آپ کو کہیں صفت انتقام نظر آتی ہو تو اسے تنہا صفت انتقام ہی کا ظہور نہ سمجھئے بلکہ وہیں رحمت، تدبیر، بادشاہی، سبوحیت وغیرہ ساری صفات گھل مل کر نہایت لطیف و متناسب امتزاج کے ساتھ ایک وحدت ہو گئی ہیں۔ ہمیں دکھائی تو دیتا ہے ایک ہی پہلو، لیکن ہوتے ہیں اس کے ہزار پہلو۔

انسان کا نصب العین بھی یہی ہے کہ وہ تمام صفات الٰہیہ کو اپنے اندر اُسی الٰہی تناسب و توازن کے ساتھ ایک وحدت بنا کر سموئے۔ یہی ہے صبغۃ اللہ (خدا کے رنگ میں رنگ جانا) اور یہی ہے تخلّق باخلاق اللہ (صفات الٰہیہ کو اپنے اندر جذب کر لینا) جب مکافات کا حکم ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ رحمت کا پہلو نظر انداز کر دیا جائے اور معطی بننے کا یہ مقصد نہیں مانع ہونے کا کوئی شائبہ نہ باقی رہے۔ صفاتِ الٰہیہ کی مثال تو ایک جال کی سی ہے۔ جال کے جس حلقے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر کھینچا جائیگا۔ اس کے نتیجے میں پورا جال ہی سمٹتا ہوا چلا آئے گا۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس حدیث پر نظر ڈالیئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ :

سلام اللہ تعالیٰ کے اسمار میں سے ایک اسم ہے جسے اس نے زمین پر رکھ دیا ہے لہٰذا اسے آپس میں پھیلاؤ۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس نے صرف اسم "سلام" (تمام آفتوں سے محفوظ) ہی کو زمین میں رکھ دیا ہے اور باقی اسمار کو نہیں رکھا ہے۔ نیز اسے آپس میں پھیلانے کا بھی یہ مقصد نہیں کہ باقی اسما کو نہ پھیلاؤ۔ یہاں تو جال کے ایک بنیادی اور مضبوط حلقے کو پکڑا دیا گیا ہے کہ اس پر اپنی گرفت مضبوط رکھو۔ باقی تمام صفات اور اس کے تقاضے خود بخود کھنچ کر تمہارے پاس آجائینگے۔ صفات تو سب ہی زمین پر اُتار دی گئی ہیں اور ہر ایک کو ہی اختیار کرنا بندے کا فرض ہے۔ لیکن اس کمزور انسان کے پاس اتنے بازو نہیں کہ ہر حلقۂ دام میں ایک ایک پنجہ یا ایک ایک انگشت ڈال کر کھینچ لے۔ لہٰذا چند مضبوط اور بنیادی حلقے بتا دیئے گئے جن کے ضمن میں خود بخود دُوسرے حلقے بھی کھنچ آتے ہیں اور اگر ان کو چھوڑ دیا جائے تو تنہا وہی نہیں چھوٹتے، دُوسرے ضروری حلقے بھی ان کے ساتھ چھوٹ جاتے ہیں۔

اور زیادہ وضاحت سے اسے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ "سچ بولا کرو" تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ عدل، ہمدردی، شجاعت، اولوالعزمی وغیرہ مت اختیار کرو۔ جس بات کا موقع ہوتا ہے وہی بتائی جاتی ہے اور اہمیت کے ساتھ عموماً وہ بات بتائی جاتی ہے جو اپنے اندر بہت سی دُوسری باتوں کو بھی سمیٹ لے۔ سچ بولنے والا تنہا ایک ہی وصف اپنے اندر نہیں پیدا کرتا بلکہ یہی راست گفتاری، راست روی، راست کاری، راست اندیشی اور دُوسری وہ تمام صفات بھی پیدا کر دیتی ہے جن میں "راستی" کا کوئی شائبہ موجود ہو۔

بس یہی شکل "سلام" کی بھی ہے جو "رحمٰن" کی طرح ایک بنیادی صفتِ خداوندی ہے اور ہر ذرہ کائنات کی فطرت میں اس کی طلب موجود ہے۔ کون ساذی روح ہے جو اپنی سلامتی نہیں چاہتا؟ اپنے جسم کی، اپنی جان کی، اپنی اولاد کی، اپنے مسکن کی، اپنے ہم جنس کی سلامتی ہر ذی روح چاہتا ہے۔ اور ذوی العقول تو کچھ اس سے آگے بھی چاہتا ہے۔ وہ اپنی عزت و آبرو کی بھی سلامتی چاہتا ہے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی سلامتی کا بھی خواہاں ہے۔ ہمیں درختوں اور پتھروں کی زبان نہیں معلوم۔ لیکن عقل اور بعض علمی تحقیقات بتاتی ہیں کہ یہ بھی اپنی سلامتی چاہتے ہیں۔ یہی وہ فطرتِ کائنات ہے جسے زیر بحث حدیث نبوی میں یوں بتایا گیا ہے کہ :

السّلام اسم من اسماء اللہ تعالیٰ وضعہ فی الارض

سلام اللہ کا ایک اسم صفت جسے اس نے زمین میں رکھ دیا ہے

پس اگر صفات الٰہیہ کو اپنے اندر جذب کرلینا انسان کا آخری نصب العین ہے تو اس حدیث میں یہ مطالبہ بھی سو فی صد درست ہے کہ:

فافشوہ بینکم

اس سلام کو اپنے اندر رواج دو اور پھیلاؤ

اگر اس کا مقصد صرف اسی قدر ہو کہ آپس میں ایک دوسرے کو السلام علیکم خوب کہا کرو تو یہ بیش ازیں نیست کہ آداب عرض، نمستے اور گڈ مارننگ کی طرح کی ایک تحیۃ ہے جس کا طریق ادا ذرا زیادہ بہتر ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ محض سلام SALUTE نہیں۔ اس سے آگے بہت کچھ ہے جس میں ایک مسلمان کی پوری اسلامی زندگی اور اس کے بلند ترین مقاصد سموئے ہوئے ہیں۔ جن کا یہ ایک موٹو (MOTO) ہے ۔ یہ سِلْم یعنی صلح و آشتی اور امن و سلامتی ہے ۔ اسی سے اسلام نکلا ہے جو دنیا کے لئے پیغام سلامتی و امن ہے۔ جس کا مقصد حیات ہی نظام امن و سلامتی قائم کرنا ہے۔ اسی سے سُلَّم (سیڑھی) مشتق ہے جو ارتقائے انسانی کی طرف اشارہ کررہا ہے۔ اسی سے "دار السّلام" وجود میں آیا ہے جو معاشرۂ انسانی کی آخری قرارگاہ ہے۔ اسی سے تسلیم کا اشتقاق ہوا ہے جو جانِ ایمان ہے ۔ اور افکار و گفتار و کردار کے ان تمام مراحل کی تذکیر (یاد دہانی) کے لئے ایک مختصر سی تحیت (SALUTE) بتائی گئی ہے السّلام علیکم ۔ اور یہ سب کچھ ایک الٰہی اسم صفت "سلام" کے مختلف جلوے ہیں

"اسلام علیکم" کا مطلب اپنے ایک اندرونی جذبۂ صادق کا اظہار ہے یعنے جس سلامتی کی طلب کائنات کے ایک ایک ذرّے میں موجود ہے اور جو سلامتی ہم خود اپنے لئے چاہتے ہیں اسی سلامتی کی آرزو ہم تمہارے لئے بھی رکھتے ہیں۔ اگر سلام کرنے والے اور سلام کا جواب دینے والے دونوں میں جو بھی اپنے اندر یہ جذبۂ صادقہ رکھتا ہے تو وہ فی الواقع افشائے سلام کا حق ادا کرتا ہے اور یہ اس کے افکار سے بھی ظاہر ہوگا، گفتار سے بھی اور کردار سے بھی۔ ورنہ:

برزبان تسلیم و در دل گاؤ خر — ایں چنیں تسلیم کے دارد اثر — (رومی بتصرف یسیر)

اس افشائے سلام کا کیا احترام اور کیا مقام ہے؟ اس کا اندازہ اس آیت سے کیجئے کہ:

ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلٰم لست مومنا

جو شخص تمہیں سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو

آپ یہی کہیں گے نا؟ کہ یہ حکم ایسی سرزمین کے لئے ہے جہاں ابھی مسلم و کافر کی اچھی طرح شناخت نہ ہوئی ہو کیونکہ پوری آیت یوں ہے:

یاایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا .... الخ

مسلمانو! جب راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے کسی سرزمین میں داخل ہو تو خونریزی سے بچنے کے لئے تحقیقات کرلو

اور جو شخص تمہیں سلام کرے .... الخ

ٹھیک ہے۔ یہ حکم ایسے ہی مواقع کے لئے ہے لیکن ہمیں دیکھنا تو صرف یہ ہے کہ ایک ایسی سرزمین میں کلمۂ شہادت کا قائم مقام کس چیز کو بنایا گیا ہے؟ سلام کو یعنی اگر کوئی شخص صرف سلام کرے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ سِلْم یعنی صلح و امن چاہتا ہے اور ایسے شخص کو غیر مسلم قرار دے کر اس پر تلوار نہیں چلائی جا سکتی۔ نتیجہ کیا نکلا؟ یہ کہ:

سلامتی و امن کی خواہش ہی اسلام کا مقصد ہے نہ کہ خونریزی۔

بعض مواقع پر سلامتی و امن کی خواہش کا اظہار وہی مقام رکھتا ہے جو کلمۂ شہادت کا ادا کرنا۔

اگر سلامتی و امن کی خواہش کے بغیر السلام علیکم کی تکرار اور بھرمار ہوتی رہے تو یہ افشائے سلام نہ ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کلمۂ شہادت ادا کر لیا جائے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کا کوئی ارادہ نہ ہو:

ربنا انت السلام، ومنك السلام، واليك يرجع السلام، حينا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام، تباركت ربنا وتعاليت ياذا الجلال والاكرام

اے ہمارے رب تو سراسر سلام ہے، ساری سلامتیوں کا اوّل مخرج بھی تو ہے اور آخری مرجع بھی تو ہی ہے۔ ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اور سلامتی کے گھر میں داخل فرما۔ اے ہمارے رب تو برکت والا ہے اور اے ذوالجلال والاکرام تو بلند و بالا ہے۔

ریاض السنۃ تقریباً چھ سو صفحات کی یہ کتاب ان احادیث کا منتخب مجموعہ ہے جس میں ترقی پسندانہ احادیث کے علاوہ ان احادیث کو بھی جمع کیا گیا ہے جن میں توسّع و تیسیر ہے۔ ادبی مرقعے ہیں اور فقہ کی تشکیل جدید میں بڑی معاونت کریں گے۔ ہر حدیث کی الگ سرخی اور سامنے اس کا ترجمہ ہے۔ یہ مجموعہ حدیث کی چودہ کتابوں کا خلاصہ اور بے مثل انتخاب ہے۔ قیمت آٹھ روپے۔

مقام سنّت وحی کیا چیز ہے؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ حدیث کا کیا مقام ہے؟ حدیث اور سنت میں کیا فرق ہے؟ اتباع حدیث کا ضروری ہے یا سنت کا؟ مسائل حدیث میں کہاں تک ردّ و بدل ہو سکتا ہے؟ اطاعت رسول کا کیا مطلب ہے؟ یہ تمام مسائل آپ کو اس کتاب میں بڑے سلجھے ہوئے انداز میں ملیں گے۔ قیمت دو روپے

یہ دونوں کتابیں مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی کی تصنیف ہیں۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے۔ اور جلد خوب صورت معہ رنگین گرد پوش۔

ملنے کا پتہ

سکرٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ ۲ کلب روڈ۔ لاہور (پاکستان)